قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 26 نومبر 2020ء | 10 ربیع الثانی 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:280

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ … (البقرۃ:۱۸۷)

یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے (تو کہہ دو) کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

دعا کی طرف ہر وقت توجہ دیتے رہنا چاہئے۔ کیا پتہ کس وقت وہ گھڑی آجائے جو قبولیت دعا کی گھڑی ہو، قبولیت دعا کا وقت ہو۔ تو ان تڑپنے والے دلوں کو جو پاکستان میں مختلف جگہوں سے، حالات کی وجہ سے جذبات کا اظہار کرتے ہیں، میں یہ کہتا ہوں کہ جمعوں کی رونق بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جذبات کا اظہار کریں۔ اور جب پورے یقین کے ساتھ اس سے مانگیں گے اور اس سے مانگ رہے ہوں گے تو وہ بھی اپنے وعدوں کے مطابق سنے گا بھی اور آپ کی ضروریات بھی پوری کرے گا اور آپ کی دعاؤں کو قبول کرے گا اور آسانیاں پیدا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشائش کا انتظار کرنا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی انتظار)

تو اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے لیکن مانگنے والے مانگنے سے تھکیں نہیں۔ بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اگر پھنس گئے تو پھر نئے سرے سے سفر شروع کرنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ مختلف رنگ میں دعائیں قبول کرنے کے نظارے ہمیں دکھاتا بھی رہتا ہے۔ تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ڈھارس بندھانے کے لئے، تسلی دینے کے لئے دکھاتا ہے تاکہ بندہ یہ تسلی رکھے کہ اگر خدا تعالیٰ دعا کے طفیل وہ کام کر سکتا ہے جن کو ہم دیکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے، ان کو ہمیں حاصل کرنے کی یا ان کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- نظم
- تعارف سورۃ یٰس
- سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی
- حضرت سید محمد اشرف صاحب رضی اللہ عنہ راہوں ضلع جالندھر

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دعا عبادت کا مغز ہے‘‘۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو‘‘۔

(ترمذی ابواب الدعوات حدیث 3548)

حضرت سلطان القلم کے رشحاتِ قلم

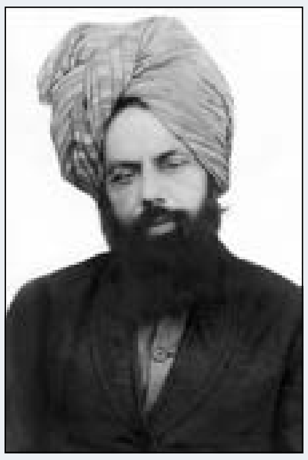

دعا کی فرضیت کے 4 سبب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اگر میرے بندے میری نسبت سوال کریں کہ وہ کہاں ہے؟ تو ان کو کہہ کہ وہ تم سے بہت قریب ہے۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں۔ پس چاہئے کہ دعاؤں سے میرا وصل ڈھونڈیں اور مجھ پر ایمان لاویں تا کامیاب ہوں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 396)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دعا جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ (۳) تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ (۴) چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اُسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے اور معرفت سے یقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔‘‘

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 242)

پھر آپؑ نے فرمایا:

’’دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی۔ یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے۔ اس راہ میں قدم رکھنا بھی مشکل ہے۔ لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کر دیتا ہے… جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے۔ خدا کے لئے ان سختیوں کو جو دوسرے برداشت نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے برداشت کرتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 274-275، ایڈیشن 1984)

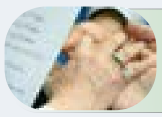

دربارِ خلافت

یہ خوبصورت نشانیاں یا صفات جس گروہ یا جماعت میں پیدا ہو جائیں وہ حقیقی ایمان لانے والوں اور ایمان لانے والیوں کی جماعت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيۡعُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (التوبۃ:71)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت میں، جیسا کہ ترجمہ سے سب نے سن لیا، مومن مردوں اور مومن عورتوں کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خوبصورت نشانیاں یا صفات جس گروہ یا جماعت میں پیدا ہو جائیں وہ حقیقی ایمان لانے والوں اور ایمان لانے والیوں کی جماعت ہے۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنین کی جماعت کی سات خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ پہلی خصوصیت یہ کہ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ ایسے محبت کرنے والے ہوتے ہیں جو ہر وقت ایک دوسرے کی مدد پر کمر بستہ ہوں۔ دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں، نیکیوں کا پرچار کرنے والے ہیں۔ جہاں وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر چاہتے ہیں، دوسروں کے لئے بھی خیر چاہنے والے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نیکیاں قائم کرکے اور پیار اور محبت قائم کرکے ایک ایسی جماعت بنا دیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر سچے دل سے عمل کرنے والی ہو۔

تیسری بات یہ بیان فرمائی کہ بری باتوں سے روکتے ہیں۔ ہر ایسی بات جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نفی ہوتی ہے اس سے روکتے ہیں۔ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے والے ہیں۔ ظالم کو ظلم سے روکنے والے ہیں اور مظلوم کی دادرسی اور مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اس کے لئے اگر قربانی بھی کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے تاکہ امن، سلامتی، محبت پیار اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو۔

اور چوتھی بات یہ بیان فرمائی کہ نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز جو کہ دین کا ستون ہے جس کے بارے میں حکم ہے کہ اس کا خاص خیال رکھو ورنہ مومن ہونے کا دعویٰ بےمعنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ پر نماز کی تاکید فرمائی ہے۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 184 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے‘‘۔ جتنے بھی ورد ہیں ان کا مجموعہ یہی نماز ہے ’’اور اس سے ہر قسم کے غم ّ وہم دُور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 310-311 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز کو سنوار کر پڑھنا، وقت پر پڑھنا، جماعت کے ساتھ پڑھنا، یہ ایک مومن کی خصوصیات ہیں اور ہونی چاہئیں۔ پھر پانچویں بات یہ بتائی کہ مومن زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ اس کی تفصیل میں آگے جا کر بیان کروں گا۔

اور چھٹی بات یہ بیان کی کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر خوشدلی سے عمل کرتے ہیں۔ اور ساتویں بات یہ کہ ایسے مومن جو ان خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ایمان والوں سے ہمیشہ رحمت اور شفقت کا سلوک فرماتا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھو کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی یہ خصوصیات اس خدا نے بیان کی ہیں جو بہت

بقیہ صفحہ 3 پر

نظم

خدائے برتر وہ ذات والا
عدم سے جس نے ہمیں نکالا
حقیر ہم۔ وہ بزرگ و بالا
ذلیل ہم۔ وہ اجلّ و اعلیٰ
ادب کے لائق ہے ذات اس کی
ہے نام اس کا خدا تعالیٰ
وہی ہے اول وہی ہے آخر
وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
گمان عاجز۔ قیاس قاصر
مقام اس کا خرد سے بالا
قریب بھی ہے بعید بھی ہے
عجیب ہے وہ خدا تعالیٰ
نہاں ہے پردوں میں ذات اس کی
عیاں ہیں لیکن صفات اس کی
نہ چھیڑ ملحد تو بات اس کی
تجھے توہُّم نے مار ڈالا
نگاہِ مومن سے پوچھئے گا
کہاں نہیں ہے خدا تعالیٰ
وہ گلستان میں مہک رہا ہے
کلی کلی میں چٹک رہا ہے
وہ مہر و مہ میں چمک رہا ہے
اسی کے پرتو سے ہے اجالا
نظر ہے اپنی حجاب اپنا
عیاں ہے ورنہ خدا تعالیٰ
شریک اس کا نہ کوئی ہمسر
نبی ولی سب اُسی کے چاکر
جھکایئے سر اسی کے در پر
جو لَمۡ یَزَلۡ ہے وَلَنۡ یَّزَالا
یہ عالمِ رنگ و بُو ہے فانی
ہے جاودانی خدا تعالیٰ
وہ جس نے خیر الانام بھیجا
سلام بھیجا، پیام بھیجا
اسی نے ہم میں امام بھیجا
اسی نے پھر وقت پر سنبھالا
رحیم و رحماں ہے ذات اس کی
کریم ہے وہ خدا تعالیٰ
کسی کو کہنا ’’جنابِ اعلیٰ‘‘
کسی کو کہنا ’’حضورِ والا‘‘
غضب ہے۔ لیکن وہ ذاتِ بالا
جو سب سے فائق ہے لامحالا
زباں پہ جب اس کا نام آئے
تو بھول جائے تمہیں ’’تعالیٰ‘‘

حضرت مولانا ظفر احمد ظفر

مرسلہ: وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ یٰسٓ (36ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 84 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

جمہور علماء کی رائے کے مطابق یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی اس کا طرز بیان اور مضمون اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ اس کے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورت کو قرآن کا دل قرار دیا ہے۔ سابقہ سورت میں یہ بتایا گیا تھا کہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے اس نے نہ صرف انسانوں کی جملہ مادی ضروریات فراہم کی ہیں بلکہ اس کی اخلاق اور روحانی ضروریات کا بھی خیال رکھا ہے۔ اور ان دونوں مؤخر الذکر ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خدا اپنے چنیدہ بندوں پر اپنے تیئں ظاہر کرتا ہے جسے وہ ہر قوم میں سے مختص کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سورت اے سردار کے لقب سے مخاطب کرتی ہے۔ آپ خدا کے اتم مظہر تھے اور آپ کو اکمل ترین اور غلطی سے پاک کتاب (قرآن کریم) سے نوازا گیا۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورت کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اے کامل ترین سردار کہہ کر پکارنے سے ہوا ہے۔ جس کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ انبیاء کرام کا سلسلہ جو حضرت آدم سے شروع ہوا تھا اس نے اپنی تکمیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں پائی۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہی وہ واحد راستہ ہے جو خدا تک لے جاتا ہے۔ گزشتہ سب راستے جو خدا تک پہنچانے کے دعویدار تھے وہ بند ہو چکے ہیں اور قیامت تک بند رہیں گے۔ اب خدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین کے ذریعہ اپنے تیئں لوگوں پر ظاہر کرے گا۔ اپنی حکمت کاملہ کے تحت خدا نے عربوں کو چنا ہے جن میں کئی صدیوں سے کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا تا کہ وہ انسانوں کو آخری خدائی پیغام پہنچائیں۔

عرب کی سرزمین روحانی طور پر بنجر اور چٹیل تھی تب الٰہی وحی کا پانی اس پر اتارا گیا اور اب یہ روحانی روئیدگی اور سبزہ اگلنے لگی ہے۔ پھر اس سورت میں استعارہ کی زبان میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح خدا اپنے تیئں، اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے، بنی نوع انسان پر ظاہر کرتا ہے۔ یہ سورت حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات بیان کرتی ہے جو اپنے اپنے وقت کی ضرورت کے عین مطابق انسانوں کو خدا کی طرف بلانے کے لیے مبعوث ہوئے۔ پھر یہ سورت ایک معین آدمی کے بارہ میں بتاتی ہے جس کو خدا تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے بعد کے دنوں میں چنے گا اور وہ ایسے علاقے سے ہو گا جو اسلام کے مرکز (مکہ) سے بہت دور ہو گا (36:21) جب اسلام اپنے تنزل کی انتہا پر ہو گا اور خدائی وحی و الہام کو شک کی نظر سے دیکھا جائے گا اور بند متصور ہونے لگے گا۔ تب (یہ خاص) آدمی مسیح موعود بنی نوع انسان کو اسلام کی طرف بلائے گا مگر گزشتہ زمانے کے انبیاء کی طرح اس (نبی) کی آواز پر بھی کوئی دھیان نہ دے گا۔ بدی کی طاقت پوری دنیا کو اپنی گرفت میں لے لے گی۔ انسان معبودان باطلہ کی پرستش کرنے لگے گا اور الٰہی سزا دنیا پر نازل ہو گی۔ پھر اس سورت میں ایک معروف قانون قدرت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنی جب زمین خشک سالی اور خشکی کا شکار ہو جاتی ہے تو خدا بارش نازل کرتا ہے اور اس مردہ زمین میں اچانک زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور مختلف اقسام اور رنگ کی ہریالی، سبزی، پھول اور پھل اگنے لگتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان کی روح زنگ آلود ہو جاتی ہے تو خدا آسمان سے روحانی پانی وحی و الہام کی صورت میں نازل کرتا ہے۔

پھر اس سورت میں اسی مضمون کو ایک اور تمثیل کی صورت میں بیان کیا گیا ہے یعنی دن اور رات کے ادلنے بدلنے کے قانون سے۔ پھر یہ ایک حقیقت کا انکشاف کرتی ہے کہ ہر چیز جوڑا جوڑا پیدا کی گئی ہے حتیٰ کہ سبزیوں میں بھی جوڑے ہیں اور غیر نامیاتی مادے کے بھی جوڑے ہیں۔ اس تشبیہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر طرح کا حقیقی علم، الٰہی الہام اور انسانی عقل کے ملاپ کا نتیجہ ہے۔

اپنے اختتام پر یہ سورۃ اسلام کے عظیم اور روشن مستقبل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ عرب قوم کے لوگ، جو کئی صدیوں تک انسانیت کے معمولی درجہ پر رہے ہیں، ان کا یہ مقدر بن چکا ہے کہ اب وہ مادی ترقی اور روحانیت کی انتہا کو پہنچیں اور اب یہ باتیں محض ایک خواب یا افسانہ نہیں ہیں۔ خدا کا ایک نبی (ﷺ) ان میں مبعوث ہو چکا ہے جو انہیں مادی ترقی اور روحانیت کی عظیم الشان وسعتوں تک پہنچا دے گا۔

آج کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾

(سورۃ الاعراف آیت نمبر 24)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

یہ قرآن مجید میں مذکور حضرت آدمؑ کی طلبِ مغفرت و رحمت کی افضل دعا ہے۔

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ جب حضرت آدمؑ سے نادانستہ ایک غلطی ہوئی تو انہوں نے یہ مغفرت کی دعا کی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''آج کل آدمؑ کی دعا پڑھنی چاہیے۔ یہ دعا اول ہی قبول ہو چکی ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 577)

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو متعدد بار اس دعا کے پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔ آپ نے خطبہ جمعہ مؤرخہ 10 ستمبر 2010 میں مندرجہ بالا دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر یہ دعا ہے کہ (مندرجہ بالا دعا) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''ہمارا اعتقاد ہے کہ جس طرح ابتدا میں دعا کے ذریعہ سے شیطان کو آدم کے ذریعہ زیر کیا تھا۔ اسی طرح اب آخری زمانہ میں بھی دعا ہی کے ذریعہ سے غلبہ اور تسلط عطا کرے گا نہ تلوار سے''۔ (پس ہمارا ہتھیار تلوار نہیں بلکہ دعا ہے)۔

(الحکم جلد 7 نمبر 12 مورخہ 31 مارچ 1903ء صفحہ 8)

''آدمِ اول کو شیطان پر فتح دعا ہی سے ہوئی تھی۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا۔ اور آدم ثانی (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی جو آخری زمانہ میں شیطان سے آخری جنگ کرنا ہے اسی طرح دعا ہی کے ذریعے فتح ہو گی''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ نمبر 190,191 جدید ایڈیشن ربوہ)

(خطبہ جمعہ 10/ ستمبر 2010ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

حکمت والا اور کامل غلبہ والا ہے۔ پس اس حکیم اور عزیز خدا سے تعلق جوڑ کر اور اس کے حکموں پر عمل کر کے ہمارے اندر بھی حکمت اور دانائی پیدا ہو گی تبھی ہمارے اندر اس حکمت کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے سے پیدا ہوئی یا ہو گی، جماعتی مضبوطی، انصاف اور عدل قائم ہو گا۔ اس حکمت کی وجہ سے من حیث الجماعت ہمارے اندر سے جہالت کا خاتمہ ہو گا اور ہم عقل اور حکمت سے چلتے ہوئے جہاں اپنے آپ کو مضبوط کرتے چلے جائیں گے، آپس میں محبت اور بھائی چارے کو بڑھانے والے بنیں گے، وہاں اس پُر حکمت پیغام کو، اُس پیغام کو جو خدائے واحد و یگانہ کا فہم و ادراک حاصل کروانے والا پیغام ہے، اس پیغام کو جسے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور امام الزمان کو دنیا میں ہر بشر تک پہنچانے کے لئے بھیجا ہے اس مسیح و مہدی کی غلامی میں دنیا میں اس پیغام کو ہم پھیلانے والے بنیں گے اور پھر نتیجتاً اس غلبہ کو دیکھنے والے بنیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔ اپنے اندر یہ خصوصیات پیدا کر کے ہم اُن انعامات کے وارث بنیں گے جن کا خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/ نومبر 2007ء بحوالہ alislam.org)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی

قسط نمبر 3

پہلی وحی کے بعد کچھ عرصہ تک وحی رُکی رہی۔ پھر حضور پر یہ وحی اُتری یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَاَنْذِرْ O وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ O وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ O وَ الرُّجْزَ فَاھْجُرْ O (المدثر:6-2) یعنی (1) اے کپڑا اوڑھنے والے (2) اُٹھ اور لوگوں کو کفر اور شرک سے ڈرا۔ (3) اور اپنے رب کی بڑائی کر (4) اور اپنا ظاہر و باطن پاک رکھ (5) اور شرک و کفر کی پلیدیوں کو ملک سے دور کر دے۔ اس کے بعد وحی لگاتار جاری ہوگئی۔

انفرادی تبلیغ

پہلے پہل حضور نے بجائے عام اعلان کے اپنے ملنے والوں کو فرداً فرداً تبلیغ شروع کی۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت ابوبکر اور آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت ابوبکر کے اثر اور تبلیغ سے چند روز کے اندر ہی اندر حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر اور طلحہ نے اسلام قبول کیا اور پھر بعض غلام اور غریب اور آزاد لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا۔

تبلیغ عام

پہلے تین سال تبلیغ انفرادی طور پر تھی۔ کفار بھی زیادہ مخالفت نہ کرتے تھے کیونکہ وہ اس نئے مذہب کو اہمیت نہ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ دین پھیلنے والا نہیں۔ لیکن تین سال کے بعد حضور کو الہام ہوا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:95) یعنی احکام الٰہی کو خوب کھول کر ساری دنیا تک پہنچا دو۔ نیز الہام ہوا وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ O (الشعراء:215) یعنی اے نبی! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا اور بدانجام سے خوف دلا۔ اس پر حضور نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر تمام قبیلوں کو عام طور پر اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو نام بنام پکارا اور جب سب جمع ہوگئے تو فرمایا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کی دوسری طرف ایک لشکر جرار تم پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہے تو کیا تم میری تصدیق کروگے۔ تو انہوں نے کہا کہ یقیناً۔ کیونکہ ہم نے تجھے ہمیشہ صادق القول پایا۔ اس پر حضور نے فرمایا تو سن لو کہ میں تمہیں خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اس پر سب نے حضور پر ہنسی اُڑائی اور حضور کو جھٹلایا اور آپ کے سگے چچا ابولہب نے سختی سے بُرا بھلا کہا۔ اسی طرح حضور نے اپنے خاندان کے کم و بیش چالیس آدمیوں کی دعوت کی۔ مگر وہ کھانا کھا کر تبلیغ سننے سے قبل منتشر ہوگئے۔ اس کے بعد پھر دعوت کی اور کھانے سے قبل انہیں تبلیغ کی۔ مگر وہ سب ہنسی کرنے لگے۔

تکالیف کا آغاز

شروع میں حضور اور حضور کے صحابہ زید بن ارقم کے گھر جمع ہوتے اور وہاں ہی نماز پڑھتے۔ وہاں ہی مشورہ کرتے۔ آپس میں مل جل کر بیٹھتے اور اب جبکہ علی الاعلان اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی اور لوگ بھی روز بروز اسلام میں داخل ہونے لگے تو مکہ کے کفار نے اس معاملہ کو اہمیت دینی شروع کی۔ اور لگے مسلمانوں اور حضور کو تکلیفیں دینے۔ مگر آپ کے پڑ دادا ہاشم کی اولاد یعنی بنو ہاشم اور ہاشم کے بھائی مطلب کی اولاد یعنی بنو مطلب کے خاندان باوجود اس کے کہ اکثر افراد کافر تھے حضور کو دشمنوں کی شرارتوں سے بچاتے۔ بالخصوص آپ کے چچا ابوطالب ہر وقت آپ کی حفاظت میں لگے رہتے تھے۔ ہاں آپ کا سگا چچا ابولہب آپ کا سخت مخالف تھا۔ دین اسلام کی ترقی دیکھ کر ایک دفعہ قریش نے ابوطالب سے کہا کہ یا تو اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی اشاعت سے روک دیں ورنہ اس کی حمایت سے دستکش ہو جائیں تا کہ ہم خود اس سے فیصلہ کر لیں۔ ابوطالب نے انہیں نرمی سے باتیں کر کے واپس کر دیا۔ مگر چند روز کے بعد پھر ایک وفد آیا کہ اب ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے معبودوں کو جہنم کا ایندھن اور ہمیں بیوقوف قرار دیا جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے بھتیجے کی حمایت سے دستبردار نہ ہوں گے تو پھر ہم بھی مقابلہ کرنے پر مجبور ہیں۔ ابوطالب ڈر گئے اور حضور کو علیحدگی میں بلایا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! اگر تو نے اپنا رویہ نہ بدلا اور اپنی تبلیغ بند نہ کی تو میں ساری قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اے چچا! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی اپنے فرض کو چھوڑ نہیں سکتا اور میں اپنے کام میں لگا رہوں گا یہاں تک کہ خدا اُسے پورا کرے۔ یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔ اور اے چچا! آپ بے شک مجھے اپنی پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جائیں مگر میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہ رُکوں گا۔ اس پر ابوطالب رو پڑے اور کہا کہ اے میرے بھتیجے! جا اور اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک میں زندہ ہوں اور جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔

اب مکہ میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان خوب کشمکش شروع ہوئی۔ مسلمان تھوڑے اور کمزور تھے۔

صحابہؓ کی دردناک تکالیف

اس لئے ہر قبیلہ اور خاندان کے کافروں نے اپنے اپنے قبیلہ اور خاندان کے مسلمانوں کو مارنا پیٹنا اور دکھ دینا شروع کیا۔ حضرت عثمان کو ان کے چچا رسّی سے باندھ کر پیٹتے مگر وہ اُف تک نہ کرتے۔ حضرت زبیر کو ان کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر آگ جلا کر ناک میں دھواں دیتا۔ سعید بن زید کو حضرت عمر اپنے اسلام لانے سے قبل چھاتی پر چڑھ کر زدوکوب کرتے۔ بلال کو ان کا مالک گرمیوں میں دوپہر کو تپتی ریت پر لٹا کر گرم پتھر چھاتی پر رکھتا اور اپنے بچوں سے کہتا کہ اسے گلیوں میں گھسیٹتے پھرو۔ وہ بے ہوش ہو جاتے مگر جب ہوش آتا احد احد کہتے۔ یعنی خدا ایک ہے ایک ہے۔ غرض کوئی شخص کفار کے ظلموں سے محفوظ نہ رہا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کے مظالم

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قریباً روزانہ خاک ڈالی جاتی۔ حضور کو مذمّم اور ابتر کے نام سے یاد کیا جاتا۔ حضور خانہ کعبہ کے سامنے نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے گلے میں کپڑا ڈال کر اس زور سے گھونٹا کہ حضور کا دم رُک گیا اور حضرت ابوبکرؓ نے دوڑ کر اسے دھکا دے کر حضور کو چھڑایا اور اسے کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ (المومن:29) یعنی کیا تم ایک شخص کو محض اس جرم میں قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ ایک دفعہ آپؐ کو بچانے کے لئے حضرت خدیجہ کا بیٹا حارث آگے بڑھا

تو کفار نے تلوار چلا کر اس ہونہار جوان کو اسی جگہ ڈھیر کر دیا۔

اسی طرح ایک دفعہ حضور مسجد الحرام میں سجدہ میں تھے کہ ابوجہل وغیرہ کے اشارہ سے ایک بدبخت نے ایک ذبح شدہ اونٹنی کی اوجھری اور بچہ دان غلاظت سمیت آپ کی پیٹھ پر ڈال دیئے اور خود اوباشوں کی طرح ہنستے اور تمسخر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ بھاگی ہوئی آئیں اور آپ کی پیٹھ سے وہ غلاظت دور کی۔

ہجرت حبشہ

غرض جب کفار کی ایذا حد سے بڑھ گئی تو حضورؐ نے اعلان کیا کہ جو مسلمان جا سکتا ہے وہ ملکِ حبش میں اَصحمہ نام ایک عادل عیسائی بادشاہ کی پناہ میں جس کا لقب نجاشی تھا جا سکتا ہے۔ اس پر دعویٰ نبوت کے پانچویں سال گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جس میں حضرت عثمانؓ اور ان کی زوجہ حضرت رقیہؓ بھی جو حضور علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں شامل تھے۔ ان مہاجرین کا کفارِ مکہ نے پیچھا کیا مگر وہ جہاز میں بیٹھ کر عرب سے نکل چکے تھے۔ اس کے چند ماہ بعد ایک غلط افواہ کی وجہ سے ان میں سے اکثر مہاجر واپس مکہ کو لوٹ آئے۔ مگر جلد ہی ان میں سے بہت سے لوگوں کو دوبارہ حبشہ جانا پڑا۔ اس کے بعد حبشہ کی ہجرت کا سلسلہ تیزی سے شروع ہو گیا اور جس کو موقع ملتا وہ مکہ سے روپوش ہو کر حبشہ پہنچ جاتا۔ اس طرح ایک سو (100) سے زیادہ صحابہ حبشہ میں پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ نے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ نام دو ہوشیار سرداروں کو اپنا سفیر بنا کر حبشہ میں بھیجا۔ ان سرداروں نے نجاشی اور اس کے درباریوں کے لئے مکہ کے تحائف جو زیادہ تر چمڑے کے سامان کی صورت میں تھے اپنے ساتھ لئے اور نجاشی کی خدمت میں پیش ہونے سے قبل اس کے درباریوں کو تحائف دیئے اور انہیں تیار کر لیا کہ وہ بادشاہ کے سامنے ان کی سفارش اور تائید کریں گے۔ پھر بادشاہ کے دربار میں پیش ہو کر پہلے تحائف نذر گزارے۔ پھر عرض کی کہ حضور ہماری قوم میں سے چند بے وقوف اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اور ایک نیا دین نکال کر اپنی قوم میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر آپ کے ملک میں آ گئے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ حضور ان کو ہمارے ہمراہ بھیج دیں۔ درباریوں نے ان کی تائید کی۔

نجاشی بادشاہِ حبشہ سے گفتگو

بادشاہ نے کہا کہ یہ لوگ میری پناہ میں ہیں۔ میں بغیر ان سے جواب

سننے کے ان کو تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔ چنانچہ مسلمان دربار میں بلائے گئے اور بادشاہ نے ان سے جواب طلب کیا۔ اس پر حضرت جعفرؓ جو حضرت علیؓ کے سگے بھائی تھے، آگے بڑھے اور تقریر کی کہ اے بادشاہ! ہم جاہل تھے، بت پرست تھے، مُردار تک کھاجاتے تھے، بدکار تھے، قطع رحمی کرتے تھے، پڑوسیوں سے بدمعاملگی کرتے تھے، ہم میں سے مضبوط اپنے سے کمزور کا حق دبالیا کرتا تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا جس کی حسب ونسب کی شرافت کو ہم خوب جانتے ہیں اور اس کے صدق وامانت کے ہم تجربہ کار ہیں۔ اس نے ہم کو خدا کی وحدانیت کی طرف بلایا۔ بت پرستی سے روکا۔ امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے اور ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔ بدکاری، جھوٹ اور یتیموں کے مال کھانے سے روکا اور قتل و غارت سے منع کیا۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ اس کی پیروی کی۔ اس وجہ سے ہماری قوم ہم پر ناراض ہوگئی۔ اس قوم نے ہمیں مصیبتوں اور دکھوں میں ڈالا اور ہمیں طرح طرح کے عذاب دیئے اور ہمیں سچے دین سے جبراً روکنا چاہا۔ یہاں تک کہ ہم مجبور ہوکر اے بادشاہ! اپنے وطن سے نکل کر تیرے ملک میں پناہ کے لئے تیرے سایہ میں آگئے۔ بادشاہ اس تقریر سے نہایت متاثر ہوا اور حضرت جعفرؓ سے فرمائش کی کہ جو کلام تم پر اُترا ہے وہ مجھے سناؤ۔

نجاشی پر اثر

حضرت جعفرؓ نے نہایت درد انگیز لہجے اور خوش الحانی سے سورہ مریم کی ابتدائی آیتیں سنائیں جسے سن کر نجاشی زار زار رونے لگا اور اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اس نے نہایت رقت سے کہا کہ خدا کی قسم! یہ کلام اور مسیح کا کلام ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔ پھر کفار مکہ کے سفیروں کے تحائف واپس کر دیئے اور صاف کہہ دیا کہ میں ان لوگوں کو تمہارے ہمراہ نہیں بھیجوں گا۔

دوسرے دن عمرو بن العاص بادشاہ کے دربار میں کسی طرح رسائی حاصل کر کے پھر جا پہنچا اور عرض کیا کہ حضور! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری قوم کے یہ بھاگے ہوئے لوگ مسیح ابن مریم کو گالیاں دیتے ہیں۔ اس پر پھر نجاشی نے حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کو دربار میں بلایا اور پوچھا کہ تم مسیحؑ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہو۔ حضرت جعفرؓ نے نہایت دلیری سے کہا کہ اے بادشاہ! مسیحؑ ابن مریمؑ خدا کا ایک مقرب بندہ اور اس کا رسول ہے۔ وہ خدا نہیں۔ ہاں وہ کلمۃ اللہ ہے جو خدا کے حکم سے مریم مقدسہ کے پیٹ میں ڈالا گیا۔

نجاشی نے یہ سن کر ایک تنکا اٹھایا اور کہا۔ خدا کی قسم! جو کچھ تم نے بیان کیا، میں مسیح کو اس سے اس تنکے کے برابر بھی بڑا نہیں سمجھتا۔ اس پر اس کے عیسائی درباری بہت برانگیختہ ہوئے مگر بادشاہ نے ذرہ بھی پرواہ نہ کی اور قریش کے وفد کو خائب و خاسر واپس کر دیا اور مسلمان مہاجر نہایت امن وآسائش سے اس کے سایہ میں زندگی بسر کرنے لگے۔

(روزنامہ الفضل قادیان 6اپریل 1939ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

تو اس اللہ تعالیٰ میں یہ طاقت بھی ہے کہ یہ جو بظاہر مشکل اور بڑے کام نظر آتے ہیں ان کو بھی کر دے۔ اس لئے صبر اور حوصلے سے دعائیں مانگتے رہنا چاہئے اور کبھی تھکنا نہیں چاہئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت کا مغز ہے۔''

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔''

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی فضل الدعاء)

پس اس حدیث کے مطابق بھی ہمیں دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاتی طور پر بھی، جماعتی طور پر بھی، ہر پریشانی اور مصیبت اور بلا سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مشکلات کو جن میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں جلد دور فرمائے، ہمیں مزید ابتلاؤں اور امتحانوں میں نہ ڈالے، ہمیں ہر شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ اللہ تعالیٰ جلد تر ہمیں اپنے مخالفین پر غلبہ عطا فرمائے۔ لیکن بات وہی ہے کہ ایک اضطراری کیفیت ہمیں اپنے اوپر طاری کرنی ہوگی اور یہ حالت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اگر میرے بندے میری نسبت سوال کریں کہ وہ کہاں ہے تو ان کو کہہ کہ وہ تم سے بہت قریب ہے۔ میں دعا کرنے والے کی دعا سنتا ہوں۔ پس چاہئے کہ دعاؤں سے میرا وصل ڈھونڈیں اور مجھ پر ایمان لاویں تا کہ کامیاب ہوں۔''

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 139 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 648)

پس ہم بہت ہی بدقسمت ہوں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اس بات پر یقین نہ کریں۔ یقین نہ کرنے والی بات ہی ہے کہ اگر ہم اس کے کہنے کے باوجود اس کا قرب نہ ڈھونڈیں، اس کو تلاش نہ کریں۔

اور رمضان میں جو فضل ہم پر اللہ تعالیٰ نے کئے ہیں ان کو بھلا دیں اور ایمان میں کمزوری دکھائیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسی حرکت کرنے والا ہو۔ بلکہ ہمارے ایمانوں میں دن بدن ترقی ہو، زیادتی کے نظارے نظر آتے ہوں، ہر نیا دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے اور قریب لانے والا دن ثابت ہو۔ اس شکر گزاری کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی برکتوں سے فیضیاب کیا، ہم مزید اس کے حضور جھکتے چلے جائیں اور اپنی تمام حاجتیں اپنے پیارے خدا کے سامنے پیش کرنے والے ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دعا جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے۔ دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اُسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے اور معرفت سے یقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔''

(ایام الصلح صفحہ 14۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 672)

(خطبہ جمعہ 28 نومبر 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

☆...☆...☆

قارئین کرام سے ضروری درخواست برائے اطلاعات و اعلانات

قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل کے آغاز سے ہی یہ حسن اورخوبی رہی ہے کہ یہ شادی،نکاح، پیدائش، کامیابی، صحت یابی اور وفات کی اطلاعات واعلانات بغرض دعا شائع کرکے دنیا بھر کے احمدی حضرات کو ایک دوسرے سے باخبر رکھتا ہے۔

اب جبکہ آن لائن ہونے سے اس کے استفادہ کا دائرہ کار وسعت اختیار کرکے دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور یوں دعا کا فیض بھی تمام دنیا میں بسنے والے احمدی حضرات سے ملنا شروع ہوگیا ہے اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، کامیابی کے علاوہ بیمار عزیزوں کی صحت یابی یا وفات کے اعلانات بھجوائیں۔ اگر نمایاں کامیابی یا وفات کی اطلاع کے ساتھ مرد حضرات کی مناسب قابلِ اشاعت تصویر بھی بھجوائیں تو ادارہ ممنون احسان ہوگا نیز تکمیل قرآن پر بچوں کی مناسب، باوقار اور قابلِ اشاعت تصاویر بھی اعلانات کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ اپنی آراء سے بھی ادارہ کو آگاہ کریں تا ان کی روشنی میں اخبار کو آپ کے لئے بہتر بنایا جاسکے۔ (تمام اعلانات ورڈ فارمیٹ میں ٹائپ شدہ ہوں)

info@alfazlonline.org

روزنامہ الفضل اور تمام اراکین عملہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

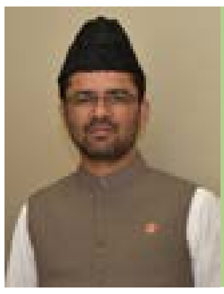

مرسلہ: غلام مصباح بلوچ

حضرت سید محمد اشرف صاحب رضی اللہ عنہ راہوں ضلع جالندھر

حضرت سید محمد اشرف صاحب رضی اللہ عنہ ولد حضرت سید علی محمد شاہ صاحب راہوں ضلع جالندھر کے رہنے والے تھے۔ آپ محکمہ تعلیم میں ہیڈ کلرک تھے اور اس ملازمت کے سلسلے میں لاہور، جالندھر، ملتان وغیرہ مختلف جگہوں پر متعین رہے۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے چھوٹے بھائی حضرت ڈاکٹر سید غلام دستگیر صاحب رضی اللہ عنہ (وصیت نمبر 238۔ وفات: 13/دسمبر 1918ء مدفون کلکتہ) نے احمدیت قبول کی۔ حضرت سید محمد اشرف صاحبؓ گو کہ پہلے احمدیت کے مخالف رہے لیکن جلد انہوں نے بھی بیعت کر لی اور سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص وجود ثابت ہوئے۔ ساری زندگی اخلاص و وفا کا عمدہ نمونہ پیش کیا۔

حضرت سید محمد اشرف صاحب رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ مختصر روایات ''رجسٹر روایات صحابہ'' نمبر 9 میں درج ہیں۔ اسی مأخذ سے محترم شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل نے ''تاریخ احمدیت لاہور'' میں بھی ان روایات کو نقل کیا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں:

(1) جب میں 1903ء میں قادیان گیا تو اس وقت میں اور حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مہمان تھے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعارف کرایا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعودؑ کوئی کتاب لکھ رہے تھے جس کا حضورؑ نے ذکر کیا۔ حکیم غلام نبی صاحب کہنے لگے کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ کتاب چھپوا کر لوگوں میں مفت تقسیم کروں؟ مگر حضرت صاحبؑ نے فرمایا: نہیں ہماری جماعت ہی یہ کام کرے گی۔

(2) بیعت کرنے کے بعد میں اکثر قادیان جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم قادیان گئے۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ میں نے اور انہوں نے حضرت صاحبؑ کو اطلاع کرائی۔ حضورؑ نے ہمیں اسی وقت اپنے کمرہ میں بلا لیا۔ وہاں دو پلنگ پڑے تھے جن پر بستر بچھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں پلنگ ہم دونوں کے لئے خالی کر دیئے اور آپ دوسرے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ آج ہم اتفاق سے یہاں سوئے ہوئے ہیں۔ یہ کمرہ بیت الدعا کا ہے۔ بہتر ہے کہ آج صبح تہجد میں اٹھ کر دعا کریں۔ میں تہجد میں اٹھا اور دعا کی۔ اس کے بعد اذان ہوگئی۔ ہم نے مسجد میں باجماعت نماز پڑھی۔ میں رات کی کم خوابی کی وجہ سے پھر لیٹ گیا اور مجھے پھر نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور حضورؑ نے کچھ بات کہی ہے مگر میں اسے نہیں سمجھا۔ آپؑ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ میری بات سمجھ گئے؟ میں نے کہا، نہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ پاس کھڑے تھے۔ آپ نے ان کو فرمایا: مولوی صاحب! آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد حضورؑ نے کچھ مٹھائی جلیبی کی قسم کی، مجھے کھانے کو دی۔ میں نے یہ خواب خواجہ صاحب کو سنایا مگر آپ نے کہا کہ اس کی تعبیر حضرت مسیح موعودؑ سے ہی پوچھیں۔ اس کے بعد حضرت صاحب تشریف لائے۔ اندر سے ہی ہمارے لئے چائے لائے اور لنگر سے بھی منگوائی۔ چائے پی لینے کے بعد میں نے خواب سنایا تو حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کو ترقی ملے گی۔ اس خواب کی یہ تعبیر ہے۔

جب میں قادیان سے واپس لاہور آیا تو میرے دفتر کے ایک ہندو افسر نے کہا کہ شاہ صاحب! مبارک ہو کہ افسر نے آپ کی ترقی کی سفارش کی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو مجھے تین روز سے معلوم ہے۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے؟ میں نے کہا کہ میں نے قادیان میں خواب دیکھا ہے اور وہ خواب اس کو سنایا اور حضرت کی فرمودہ تعبیر بھی سنائی۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کو مرزا صاحب کے کہنے پر اتنا اعتبار ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں دوسرے آدمی کی ترقی کے لئے کوشش کروں۔ میں نے کہا کہ ہاں! بے شک کریں۔ غرضیکہ اس نے بڑی کوشش کی مگر آخر کار ترقی مجھے ہی ملی اور وہ ہندو مان گیا۔

اس کے علاوہ میں صدر انجمن احمدیہ کا آڈیٹر مقرر ہو گیا اور یہ کام میں دو سال تک کرتا رہا.....

بٹالہ کے سٹیشن پر اکثر مولوی محمد حسین بٹالوی مل جاتا تھا کیونکہ وہ میرا پرانا واقف تھا۔ سلسلہ کے متعلق اس سے باتیں ہوتی تھیں اور جب میں وہ باتیں قادیان پہنچ کر حضرت صاحبؑ کو سنایا کرتا تھا تو حضورؑ بہت خوش ہوتے تھے اور اکثر سیر میں میرے ساتھ ہی باتیں کرتے رہتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ مجھے مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ اور لوگ بھی حضرت مسیح موعودؑ سے باتیں کرنے آتے ہیں مگر آپ کسی کو وقت نہیں دیتے۔ میں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو نہیں روکتا، جو آگے آئے، باتیں کرے۔ سیر میں اکثر جس جگہ حضورؑ کا دل چاہتا تھا، زمین پر بیٹھ جاتے تھے۔ اگر خادم کوئی کپڑا بچھانا چاہیں تو بعض اوقات اسے منظور نہیں کرتے تھے۔ سیر اکثر ریتی چھلے کی طرف یا جس طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کوٹھی ہے، جایا کرتے تھے.....

میں صبح کو اپنے مکان کو چہ کندی گراں لاہور میں بیٹھا تھا کہ حافظ محمد حسین ڈنگوی جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام میں سے تھے، فوت ہو چکے تھے اور ان کی بیوی جو کہ نابینا تھی، ہمارے مکان پر آئی کہ میرے بچے کے لئے دوائی لا دو۔ کیونکہ میں ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے مکان پر گئی تھی اور میں نے سنا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ سخت بیمار ہیں۔ اس لئے وہ (یعنی ڈاکٹر صاحب) کہتے ہیں کہ مجھے فرصت نہیں۔ میں اس کی دوائی کا انتظام کرنے کے بعد احمدیہ بلڈنگ کو گیا۔ وہاں جب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سڑک پر بڑی مخلوق اکٹھی ہے اور سیڑھیوں پر ایک پٹھان سونٹا لئے بیٹھے ہیں اور کسی کو جانے نہیں دیتے۔ میں وہاں کھڑا جانے کے لئے اصرار کر رہا تھا کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب مرحوم نے مجھے دیکھ لیا اور اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔ میں جا کر حضورؑ کے پلنگ پر بیٹھ گیا اور آپ کو دبانا شروع کیا۔ صبح آٹھ بجے کا وقت تھا۔ مفتی محمد صادق صاحب، مولوی صدر الدین صاحب اور ایک اور پٹھان اور میں، چاروں آدمی آپ کی ٹانگیں دبا رہے تھے اور آپ کا رنگ کبھی سرخ ہو جاتا تھا اور کبھی زرد۔ کوئی آدھ گھنٹہ کے بعد سول سرجن لاہور آپ کو دیکھنے کے لئے آ گیا اور ہم دوسرے کمرہ میں چلے گئے۔ اس کے بعد مستورات آ گئیں۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد حضورؑ کا وصال ہو گیا۔ میں وہاں سے سیدھا اپنے افسر کی کوٹھی پر گیا اور اس سے دو روز کی چھٹی لے کر جنازہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ رات ہم بٹالہ سٹیشن پر رہے۔ پلیٹ فارم پر دریاں بچھائی گئیں اور علی الصبح کوئی چار بجے کے قریب جنازہ لے کر وہاں سے قادیان شریف کو روانہ ہوئے۔ قادیان کے موڑ پر مولوی محمد علی صاحب، مولوی شیر علی صاحب اور بہت سے احباب استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے پھر جنازہ باغ میں لے گئے اور وہیں جنازہ پڑھا گیا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ مرحوم کو سب نے اتفاق رائے سے خلیفہ تسلیم کیا۔ اس کے بعد انہوں نے جنازہ پڑھایا اور جنازہ دفن کرنے کے بعد سب نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت کی اور ہم لاہور واپس آئے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 9 صفحہ 305-300۔ غیر مطبوعہ)

محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب رضی اللہ عنہ کی وٹرنری کالج لاہور میں تعلیم (سال 1906ء تا 1910ء) کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس تعلیم کے دوران میں حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی

طرف سے پانچ روپے ماہوار وظیفہ ملتا رہا اور زائد اخراجات آپ بعض طلباء کو ٹیوشن پڑھا کر پورا کر لیتے تھے جس کا انتظام سید محمد اشرف صاحبؓ (صحابی) نے کیا تھا جو محکمہ تعلیم میں بہت ہر دلعزیز ملازم تھے۔“

(اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 3۔ حالات حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب رضی اللہ عنہ)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنے ایک سفر راہوں ضلع جالندھر 1909ء کی روداد میں لکھتے ہیں:

”اس جگہ آکر معلوم ہوا کہ بابو سید محمد اشرف صاحب جو پہلے محکمہ ڈائریکٹر صاحب صیغہ تعلیم لاہور میں کلرک تھے، اب جالندھر کے صاحب انسپکٹر صیغہ تعلیم کے دفتر کے ہیڈ کلرک ہو کر یہاں آئے ہیں۔ ضلع جالندھر کے صیغہ تعلیم کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ایک ایسا کارکن لائق، باخبر اور خلیق آدمی اس کے اسٹاف میں آ گیا ہے۔ بابو صاحب کی ملاقات سے دل بہت خوش ہوا کیونکہ وہ ایک پُر جوش احمدی ہیں اور امید ہے کہ اُن کے یہاں رہنے سے یہاں بہت کچھ حق کی تبلیغ بے خبر لوگوں تک پہنچے گی۔ بابو صاحب موصوف ایک ملنسار اور خلیق آدمی ہیں، شہر کے رؤساء سے تھوڑے عرصہ میں ان کو واقفیت ہوگئی ہے، وہ سب کی مدد اور خدمت کے واسطے ہر وقت سرگرم رہتے ہیں۔ اگرچہ میرا قیام چودھری صاحب کے پاس ہوا اور چودھری صاحب بڑی خاطر داری سے پیش آتے رہے مگر چونکہ وہ مجرد ہیں اس واسطہ ان کی تکلیف کے خیال سے بابو صاحب نے باصرار تمام میرے کھانے کا سامان اکثر اپنے ہاں ہی رکھا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے۔“

(بدر 30 مئی 1909ء صفحہ 2 کالم 1،2)

اخبار الفضل 5؍فروری 1916ء صفحہ 2 پر راولپنڈی سے ایک گدی نشین کے ساتھ آپ کی مفید تبلیغی گفتگو کی رپورٹ درج ہے۔ اسی طرح اخبار الفضل 14 اکتوبر 1927ء صفحہ 9 پر آپ کے اور آپ کی بیگم صاحبہ کے حصہ وصیت میں اضافہ کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں آپ دونوں میاں بیوی کا نام ”سید محمد اشرف صاحب مرحوم (آف قادیان) اور محمدی بیگم صاحبہ (اہلیہ)“ رام سوامی کراچی کے تحت درج ہے۔

آپ نے مورخہ 5؍جولائی 1952ء کو بعمر 72 سال کراچی میں وفات پائی، آپ موصی (وصیت نمبر 885) تھے پہلے امانۃً کراچی میں دفن ہوئے بعد ازاں میت بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کی گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 5؍ستمبر 1952ء بمقام ربوہ میں نماز جنازہ غائب کا اعلان کرتے ہوئے آپ کے متعلق بیان فرمایا:

”سید محمد اشرف صاحب ریٹائرڈ کلرک بھی وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم موصی تھے اس لیے کراچی میں بطور امانت دفن کیے گئے۔ ان کی طبیعت بھی تیز تھی اور قریباً سب احمدی دوست انھیں جانتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ وہ ہر جگہ بول پڑتے تھے۔ اطلاع دینے والے نے تحریر کیا ہے کہ وہ پرانے احمدی تھے مگر یہ درست نہیں، وہ پرانے احمدی نہیں تھے لیکن اپنے اخلاق کی وجہ سے انھوں نے اپنی زندگی اس رنگ میں گزاری کہ پرانے احمدی بن گئے۔ ان کے بھائی ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب ان سے پہلے کے احمدی تھے اور سید محمد اشرف صاحب اُن دنوں سخت مخالف تھے...... ہاں جب یہ احمدی ہوئے تو ان میں اتنا جوش پیدا ہوگیا کہ ہر مجلس اور ہر کام میں حصہ لیتے تھے اس لیے لوگ انھیں پرانا احمدی سمجھنے لگے۔ چند دن ہوئے ربوہ میں زمین لینے کے خیال سے آئے تھے، میں نے کہا کہ اب زمین ختم ہوگئی ہے ہاں اگر اَور زمین خریدی گئی تو آپ کو مل سکے گی۔ اس پر وہ واپس چلے گئے اور چند ہفتوں کے بعد ان کی وفات کی خبر اچانک ملی۔“

(خطبات محمود جلد نمبر 33 صفحہ 275، 276)

آپ کی اہلیہ حضرت سیدہ محمدی بیگم صاحبہ بھی صحابیہ تھیں اور نہایت ہی مخلص اور نیک خاتون تھیں، انھوں نے 6؍فروری 1964ء کو وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 886) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ ان کی وفات پر آپ کی بیٹی محترمہ کلثوم آراء بیگم صاحبہ اہلیہ کرنل تارا بخش صاحب آف راولپنڈی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا:

”......مرحومہ بڑی خوبیوں کی مالک تھیں، بہت نیک، دین سے محبت کرنے والی، ہمدرد اور خدا ترس تھیں...... مرحومہ نماز کی بہت پابند تھیں اور نماز میں رو رو کر دعائیں کرتی تھیں اور ہر وقت ہمیں نمازوں کی تلقین کرتیں اور اتنی لمبی عمر ہونے کے باوجود کھڑے ہو کر نماز پڑھتیں۔ مرحومہ اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی ہوئیں، ان کے بہن بھائیوں میں سے کوئی بھی احمدی نہ ہوا یہاں تک کہ ابا جان سے بھی پہلے انھوں نے احمدیت قبول کی اور بہت تکلیفیں اٹھائیں مگر اتنی صابر تھیں کہ کبھی زبان پر اف تک نہ لائیں۔ آپ احمدیت کی شیدائی تھیں۔ آپ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ تہجد باقاعدگی سے پڑھتی تھیں، نماز سے فارغ ہو کر نماز اشراق بھی باقاعدہ پڑھتیں۔ نمازیں اکثر مسجد میں ادا کرنے کی کوشش کرتیں اور پردے کی سختی سے پابند تھیں...... الفضل کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتیں اور جب آ جاتا تو بڑے غور سے سنتیں اور منہ میں درود شریف پڑھتیں اور جو ساتھ بیٹھا ہوا اُسے بھی تلقین کرتیں اور فرماتیں دیکھو بیٹی کبھی فارغ نہ بیٹھا کرو، منہ میں کچھ نہ کچھ پڑھتی رہا کرو اللہ تعالیٰ بہت فضل نازل فرمائے گا۔ انھوں نے اپنے نوکروں اور محلے کے بچوں کو قرآن شریف پڑھایا......“

(الفضل 9؍جون 1964ء صفحہ 5)

آپؓ کی اولاد میں مکرم سید محمد احمد شاہ صاحب، مکرم سید محمد انور شاہ صاحب، محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم سید سردار حسین شاہ صاحب افسر تعمیرات ربوہ، محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اور محترمہ کلثوم آراء بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل تارا بخش ملک صاحب تھے۔

نوٹ: آپ کی تصویر آپ کے نواسے میجر ظفر محمود ملک صاحب آف ٹورانٹو نے مہیا کی ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

☆...☆...☆

بقیہ: مکرم جمال الدین محمود کوجو سیرالیون ...... از صفحہ 8

تعلق میں نے یہ دیکھا کہ جب بھی جیب سے غرباء کے لئے رقم ختم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی جاننے والے کے ذریعہ رقم بھجوا دیتا ہے۔

آپ کی وفات پر جب خاکسار نے مکرم عثمان احمد مربی سلسلہ انچارج رقیم پرنٹنگ پریس سے فون پر تعزیت کرنے کے لئے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ

”مرحوم ایسا وجود تھا جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ سچی خوابیں اور زیارت رسولؐ کی سعادت پائی۔ نماز ایسی الحاح سے ادا کرتے کہ رشک آتا۔ میرے ساتھ 12 سال کا رشتہ تھا۔ میرے سے عمر رسیدہ تھے لیکن ایک مربی اور انچارج کے ناطے بہت عزت کرتے اور اطاعت کرتے۔ کبھی اونچی آواز سے بات نہ کرتے۔ عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جو کام کرنے کو انہیں کہہ دیا اُسے ایک فدائی کی طرح کرنے کو لپکتے۔ تہجد گزار، نماز کے پابند، خلافت کے ساتھ پیار کرنے والے تھے۔ خطبہ حضور انور باقاعدگی سے سنتے اور کتب خرید کر پڑھنے کا شوق رکھتے تھے۔ بہت سے بچے آپ کے گھر میں رہ کر پڑھے۔ ان پر کبھی احسان نہ جتایا۔

2010ء میں ایک دفعہ رات خواب میں زیارت رسولؐ ہوئی۔ حضورؐ نورانی اور چمکدار چہرہ کے ساتھ نمودار ہوئے۔ مرحوم نے مجھے بتایا کہ آنحضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

May Allah bless your printing press. May Allah bless your Ismail Mahmood. (His elder brother)

چنانچہ اس خواب کے بعد پریس کی انکم میں غیرمعمولی اضافہ ہوا۔ نئے نئے Job اور Order آنے لگے۔ نئے Contract ملے۔ اسی خواب کے بعد پریس کی نئی بلڈنگ کی تعمیر ہوئی۔ دو گھر تعمیر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آمین“

مکرم مبارک احمد طاہر نے بتایا کہ موصوف آغاز سے ہی دیندار تھے۔ نماز باجماعت اور دیگر جماعتی خدمات میں پیش پیش رہے۔ روکوپُر کے خدام کے ساتھ تبلیغ و اشاعت دین کا کام کرتے رہے۔

مکرم آصف صاحب مبلغ سلسلہ فری ٹاؤن سیرالیون نے لکھا کہ

”مرحوم نے لواحقین میں اہلیہ محترمہ، دو بیٹیاں اور دو بیٹے یاد چھوڑے ہیں۔ مرحوم خلافت سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ روزانہ باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرتے۔ کہتے تھے کہ جب میری جیب میں پیسے ختم ہو جاتے ہیں تو کوئی نہ کوئی دوست بیرون ملک سے بطور تحفہ رقم بھجوا دیتا ہے۔ ہر شخص کے ساتھ نہایت پیار محبت کا تعلق تھا۔ ہر کوئی ایسا محسوس کرتا تھا کہ ان کا جیسا تعلق مجھ سے ہے اور کسی سے نہیں۔ کبھی کسی سے غصہ میں نہیں دیکھا۔“

مرحوم کی تمام فیملی یعنی بہن بھائی اور آل اولاد کا جماعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ ان کے ایک بھائی مکرم موسیٰ محمود پرنسپل احمدیہ مسلم سیکنڈری اسکول روکوپُر ہیں۔ بہت پُر جوش، فدائی دعوت الی اللہ ہیں۔ خاکسار کو دورہ سیرالیون میں ان کے اسکول میں ایک پروگرام میں شمولیت کا موقع میسر آیا۔ خاکسار نے ان کو بہت پُرجوش خادم پایا۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے ساتھ بہت پیار کرنے والے اور بہت محنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور تمام عزیز و اقارب اور احباب جماعت کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور ایمان اور ایقان میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: ابوسعید

مکرم جمال الدین محمود کو جو سیرالیون

مکرم سعید الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ سیرالیون نے مورخہ 3 نومبر 2020ء کو یہ اندوہناک خبر بذریعہ واٹس اپ دی کہ جماعت احمدیہ سیرالیون کے جنرل سیکرٹری مکرم جمال الدین محمود (واقف زندگی) اچانک ہارٹ اٹیک کی وجہ سے آج سیرالیون وقت کے مطابق رات 7 بج کر 30 منٹ پر 57 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

خاکسار نے اپنے سیرالیون قیام (1983-1990) کے دوران بو (BO) اور بواجے بو (Boa jebu) میں خدمت کی توفیق پائی۔عزیزم جمال الدین محمود کو جو روکوپُر (Roko Pur) میں مکرم مبارک احمد طاہر پرنسپل احمدیہ مسلم سیکنڈری اسکول کے پاس بطور (House Boy) خدمت بجالارہا تھا۔عزیزم جمال کے والد پا ابراہیم کو جو محمود کو غانا سے مکرم مولانا نذیر احمد مبشر مبلغ سلسلہ نے اسکول سنبھالنے کے لئے روکوپُر سیرالیون بھجوایا تھا اور آپ نے احمدیہ مسلم پرائمری اسکول روکوپُر کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمت سرانجام دیں۔ آپ نے اپنے اس بیٹے (مکرم جمال محمود کو جو) کو 13 سال کی عمر میں مکرم مبارک احمد طاہر کے سپرد بغرض حصول تعلیم وتربیت کر دیا اور آپ نے اس بچے کی پرورش اپنے بچوں کی طرح کی۔ مکرم جمال الدین محمود کے والد نے دو شادیاں کی تھیں۔ آپ غانین بیوی اور بچوں کے ساتھ غانا سے سیرالیون آئے تھے۔ مکرم جمال الدین محمود والد کی غانین بیوی مسز صوفیہ جمال جونسٹن سے تھے۔

آپ 16 جنوری 1964ء کو پیدا ہوئے۔ آپ بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں نہایت فعال تھے اور ہمہ وقت جماعتی خدمات کے لئے تیار رہتے تھے۔ وفات کے وقت الرقیم پرنٹنگ پریس میں خدمات بجالارہے تھے۔ وفات کے روز بھی پریس کا ایک آرڈر deliver کرکے آئے تھے۔ اس کی wrapping وغیرہ بھی خود ہی کی۔

خاکسار گو اپنے قیام سیرالیون کے دوران ہی مرحوم سے واقف تھا لیکن اسی سال (2020ء) کے آغاز پر جنوری میں جب خاکسار کو اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ سیرالیون کے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نمائندگی میں بطور مرکزی نمائندہ شمولیت کی سعادت ملی تو پہلے ہی دن جن احباب سے ملاقات ہوئی ان میں آپ ایک جمال محمود بھی تھے جو مکرم شریف عودہ دوسرے مرکزی نمائندہ کو ائیرپورٹ سے وصول کرکے جلسہ گاہ پر لانے پر متعین تھے۔ آپ نے مجھے بتایا کہ میں نے یہ نئی گاڑی صرف جلسہ سالانہ کے مہمانوں اور جماعتی کاموں میں سُرعت لانے کے لئے لی ہے۔ پہلی ملاقات میں علیک سلیک کے بعد یوں معانقہ کیا جیسے دو دوست صدیوں کے بعد بچھڑے ملے ہوں۔ واقف زندگی اور مرکزی نمائندہ سے پیار اور محبت کا یہ عالم تھا کہ پہلی ملاقات میں ملتے ہی بتادیا کہ آپ کے خطبہ جمعہ اور اختتامی خطاب کا ترجمہ میری ذمہ داری ہے اور دوسری خوشی کی خبر یہ دی کہ دوران دورہ مکرم شریف عودہ کی نقل وحرکت خاکسار کے ذمہ ہے جو میری گاڑی پر ہوگی۔ جب خاکسار نے خطبہ جمعہ اور اختتامی خطاب اور دیگر مختلف مقامات اور پروگرامز پر تقاریر کرلیں تو خاکسار سے فوراً مواد یہ کہتے ہوئے طلب کرلیا کہ یہ بہت اچھے علمی اور ایمان افروز واقعات ہیں۔جنہیں خاکسار اپنی تربیتی و تبلیغی تقاریر میں استعمال کرے گا۔

میرے پہلے اپنے قیام کے دوران تو آپ بچہ تھے خاکسار نے آپ کو وہی چند گھڑیاں دیکھا جب جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے مکرم مبارک احمد طاہر کے ہمراہ آپ BO آیا کرتے تھے اور تین دن کے Stay میں جب کہ خاکسار کی بحیثیت افسر جلسہ سالانہ بہت مصروفیت ہوتی تھی۔ ان ہونہار بچے سے ملاقات کم ہی رہی لیکن بحیثیت مرکزی نمائندہ جب یہ بھرپور خدمت والی زندگی گزار رہے تھے خاکسار نے ان کو قریب سے پڑھا اور دیکھا۔

انتہائی نیک، صالح، پرہیزگار وجود تھے۔ ہر انسان سے محبت اور خلوص سے ملتے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہر آدمی کے یہ سگے ہیں۔ باوجود شدید مصروفیت کے ہر آدمی کی دادرسی کرتے نظر آئے۔ کسی کا فارم پُر کر رہے ہیں کسی کے لئے کرسی مہیا کرتے نظر آتے۔غریبوں کی مدد میں آگے آگے تھے۔ کبھی کسی کی مدد کرتے نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیسے اس الاؤنس میں پورا کرتے ہیں تو مجھے شرماتے ہوئے بتایا کہ میرے شاگرد اور خیرخواہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ رقوم بھجوادیتے ہیں اور خاکسار اس رقم سے غریبوں کی مدد کر دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا خاص

بقیہ صفحہ 7 پر

طلوع وغروب آفتاب

26 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:18	17:37
مدینہ منورہ	05:23	17:33
قادیان	05:41	17:25
ربوہ	05:21	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:09	16:02